احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

ہفتہ 22 ستمبر 2012ء

روزنامہ
1913ء سے جاری شدہ
FR-10

الفضل

The ALFAZL Daily
ٹیلی فون نمبر 047-6213029
ایڈیٹر: عبدالسمیع خان
web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

ہفتہ 22 ستمبر 2012ء 4 ذیقعد 1433 ہجری 22 تبوک 1391 ہش جلد 62-97 نمبر 221

قرآن کے سامنے خاموشی

ایک دفعہ ایک دیہاتی نے حضرت عمرؓ کے ایک دوست حُر بن قیس کے ذریعے ان کی مجلس میں آنے کی اجازت طلب کی آتے ہی کہنے لگا۔ اے عمر آپ انصاف سے حکومت نہیں کرتے۔ حضرت عمرؓ نے ناراضگی سے دیکھا تو حر بن قیس نے الاعراف آیت 200 پڑھی کہ ایسے لوگوں سے عفو سے کام لیں اور ایسے جاہلوں سے اعراض کریں۔ راوی کہتے ہیں یہ سنتے ہی حضرت عمرؓ کا غصہ ٹھنڈا ہوگیا۔ ان کے بارہ میں کہا جاتا ہے کَانَ وَقَّافًا بِالْقُرْآنِ کہ حضرت عمرؓ قرآنی حکم سنتے ہی فوراً رک جایا کرتے تھے اور قرآنی احکام کا بہت احترام اور لحاظ کرنے والے تھے۔

(بخاری کتاب التفسیر سورۃ الاعراف باب خذ العفو حدیث نمبر: 4276)

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

یادرکھو قرآن شریف حقیقی برکات کا سرچشمہ اور نجات کا سچا ذریعہ ہے۔ یہ ان لوگوں کی اپنی غلطی ہے جو قرآن شریف پر عمل نہیں کرتے۔ عمل نہ کرنے والوں میں سے ایک گروہ تو وہ ہے جس کو اس پر اعتقاد ہی نہیں۔ اور وہ اس کو خدا تعالیٰ کا کلام ہی نہیں سمجھتے۔ یہ لوگ تو بہت دور پڑے ہوئے ہیں۔ لیکن وہ لوگ جو ایمان لاتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور نجات کا شفا بخش نسخہ ہے، اگر وہ اس پر عمل نہ کریں تو کس قدر تعجب اور افسوس کی بات ہے۔ ان میں سے بہت سے تو ایسے ہیں جنہوں نے ساری عمر میں کبھی اسے پڑھا ہی نہیں۔ پس ایسے آدمی جو خدا تعالیٰ کے کلام سے ایسے غافل اور لاپرواہیں ان کی ایسی مثال ہے کہ ایک شخص کو معلوم ہے کہ فلاں چشمہ نہایت ہی مصفّٰی اور شیریں اور خنک ہے اور اس کا پانی بہت سی امراض کے واسطے اکسیر اور شفا ہے۔ یہ علم اس کو یقینی ہے لیکن باوجود اس علم کے اور باوجود پیاسا ہونے اور بہت سی امراض میں مبتلا ہونے کے وہ اس کے پاس نہیں جاتا تو یہ اس کی کیسی بدقسمتی اور جہالت ہے۔ اسے تو چاہیے تھا کہ وہ اس چشمہ پر منہ رکھ دیتا اور سیراب ہو کر اس کے لطف اور شفا بخش پانی سے حظ اٹھاتا۔ مگر باوجود علم کے اس سے ویسا ہی دور ہے جیسا کہ ایک بے خبر۔ اور اس وقت تک اس سے دور رہتا ہے جو موت آکر خاتمہ کر دیتی ہے۔ اس شخص کی حالت بہت ہی عبرت بخش اور نصیحت خیز ہے۔............ کی حالت اس وقت ایسی ہی ہو رہی ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ ساری ترقیوں اور کامیابیوں کی کلید یہی قرآن شریف ہے جس پر ہم کو عمل کرنا چاہئے مگر نہیں۔ اس کی پرواہ بھی نہیں کی جاتی۔ ایک شخص جو نہایت ہمدردی اور خیر خواہی کے ساتھ اور پھر نری ہمدردی ہی نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے حکم اور ایماء سے اس طرف بلاوے تو اسے کذّاب اور دجّال کہا جاتا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا قابل رحم حالت اس قوم کی ہوگی...... کو چاہئے تھا اور اب بھی ان کے لئے یہی ضروری ہے کہ وہ اس چشمہ کو عظیم الشان نعمت سمجھیں اور اس کی قدر کریں۔ اس کی قدر یہی ہے کہ اس پر عمل کریں۔ اور پھر دیکھیں کہ خدا تعالیٰ کس طرح ان کی مصیبتوں اور مشکلات کو دور کر دیتا ہے۔ کاش .... سمجھیں اور سوچیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے ایک نیک راہ پیدا کر دی ہے۔ اور وہ اس پر چل کر فائدہ اٹھائیں۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 141،140)

قرآن کو چھوڑ کر کامیابی ایک ناممکن اور محال امر ہے۔ اور ایسی کامیابی ایک خیالی امر ہے جس کی تلاش میں یہ لوگ لگے ہوئے ہیں۔ صحابہ کے نمونوں کو اپنے سامنے رکھو۔ دیکھو انہوں نے جب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی اور دین کو دنیا پر مقدم کیا تو وہ سب وعدے جو اللہ تعالیٰ نے ان سے کئے تھے پورے ہوگئے۔ ابتداء میں مخالف ہنسی کرتے تھے کہ باہر آزادی سے نکل نہیں سکتے اور بادشاہی کے دعوے کرتے ہیں۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں گم ہو کر وہ پایا جو صدیوں سے ان کے حصے میں نہ آیا تھا۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 409)

قرآن شریف کے انوار و برکات اور اس کی تاثیرات ہمیشہ زندہ اور تازہ بتازہ ہیں .... اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنے اپنے وقت پر اپنے بندوں کو اس کی حمایت اور تائید کے لئے بھیجتا رہا ہے۔ کیونکہ اس نے وعدہ فرمایا تھا کہ (۔) یعنی بے شک ہم نے ہی اس ذکر (قرآن شریف) کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

(ملفوظات جلد چہارم ص 450)

بیوت الحمد منصوبہ اور خدمت خلق

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے 1982ء میں بیت بشارت سپین کے افتتاح کے موقع پر بطور شکرانہ بیوت الحمد سکیم کا اعلان فرمایا۔ جس میں ابتدائی طور پر 100 گھر تعمیر کرکے خدا کے حضور پیش کرنے تھے۔ اسی بیوت الحمد منصوبہ کے تحت بیوگان اور مستحقین کو حسب ضرورت رہائش کی سہولت فراہم کی جاتی ہے۔ اس میں خدا نے برکت دی اور اس وقت تک ہر قسم کی سہولیات سے آراستہ بیوت الحمد کالونی میں 112 کوارٹرز تعمیر ہو چکے ہیں اور مزید 18 کوارٹرز آج کل زیر تعمیر ہیں۔ اسی طرح 700 سے زائد خاندانوں کی ان کے اپنے مکانوں کی تعمیر و توسیع کیلئے کروڑوں روپے کی امداد دی جا چکی ہے اور یہ سلسلہ جاری ہے۔ احباب جماعت اس بابرکت تحریک میں زیادہ سے زیادہ مالی قربانی پیش فرمائیں۔ ایک مکمل مکان کی تعمیر کے اخراجات کم و بیش 20 لاکھ روپے ہوتے ہیں۔ ایک مکان کے پورے اخراجات سے لے کر حسب استطاعت آپ جو بھی مالی قربانی پیش فرمائیں مقامی جماعت کے نظام کے تحت یا براہ راست مد بیوت الحمد خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں ارسال فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

(صدر بیوت الحمد منصوبہ)

درخواست دعا

☆ مختلف مقدمات میں ملوث افراد جماعت کی باعزت بریت کے لئے درخواست دعا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان احباب کی قربانی قبول فرمائے اور ہر قسم کے شر سے محفوظ رکھے۔ آمین

مرسلہ: نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ

تعارف کتب حضرت مسیح موعود

''چشمہ مسیحی''

یہ کتاب مارچ 1906ء کو لکھی گئی اور اسی ماہ میں چھپی اور روحانی خزائن جلد 20 کے صفحہ 334 تا 392 موجود ہے جبکہ اس کے شروع میں ایک اردو نظم بعنوان ''دربارہ پیشگوئی زلزلہ'' اور آخر میں ایک فارسی نظم ''مناجات بحضرت باری اسمہٗ'' کے نام سے درج ہے۔ دراصل حضرت اقدس کو بانس بریلی کے ایک مسلمان کا خط پہنچا جس میں انہوں نے کہا کہ کتاب ینابیع الاسلام جو ایک عیسائی کی کتاب ہے نہایت ضرر رساں ہے۔ حضور نے اس پر فرمایا: '' افسوس کہ اکثر (-) اپنی غفلت کی وجہ سے ہماری کتابوں کو نہیں دیکھتے اور وہ برکات جو خدا تعالیٰ نے ہم پر نازل کئے یہ لوگ بالکل اس سے بے خبر ہیں۔......اور کچھ ضرور نہ تھا کہ پادری صاحبوں کے ان بوسیدہ خیالات پر کچھ لکھا جاتا لیکن ایک شخص کے اصرار سے جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے یہ مختصر رسالہ لکھنا پڑا۔''

دراصل ''ینابیع الاسلام'' (اسلام کے چشمے) جیسا کہ عنوان سے ظاہر ہے اس لئے لکھی گئی کہ ثابت کیا جائے کہ اسلام کے چشمے پرانی کتابوں سے نکلتے ہیں اور یہ کوئی نئی تعلیم نہیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود فرماتے ہیں کہ: ''صاحب ینابیع الاسلام نے اگر یہ کوشش کی ہے کہ قرآن شریف فلاں فلاں قصوں یا کتابوں سے بنایا گیا ہے۔ یہ کوشش اس کی اس کوشش کے ہزارم حصہ پر بھی نہیں جو ایک فاضل یہودی نے انجیل کی اصلیت دریافت کرنے کیلئے کی ہے۔ اس فاضل نے اپنے خیال میں اس بات کو ثابت کر دیا ہے کہ انجیل کی اخلاقی تعلیم یہودیوں کی کتاب طالمود اور بعض اور چند بنی اسرائیل کی کتابوں سے لی گئی ہے اور یہ چوری اس قدر صریح طور پر عمل میں آئی ہے کہ عبارتوں کی عبارتیں بعینہٖ نقل کر دی گئی ہیں۔''

بہرحال اس کے جواب میں آپ نے یہ کتاب ''چشمہ مسیحی'' لکھی اور اس نام کی تشریح کرتے ہوئے آپ خود فرماتے ہیں: '' اس نام کے یہ معنے نہیں ہیں کہ مسیح کا یہ چشمہ ہے کیونکہ مسیح کی تعلیم جو دنیا سے گم ہو گئی وہ موجودہ عقائد نہیں سکھلاتی تھی بلکہ یہ مسیحی لوگوں کی خود ایجاد تعلیم ہے اس لئے اس کا نام چشمہ مسیحی رکھا گیا۔''

اس کتاب میں آپ نے لکھا کہ

☆ یہود نے ثابت کیا ہے کہ انجیل طالمود سے اور ہندوؤں نے ثابت کیا ہے کہ انجیل بدھ کی تعلیم سے سرقہ ہے اور ان کا سفر کشمیر اس امکان کو ان لوگوں کے نزدیک اور بڑھاتا ہے۔ پھر یوز آسف (جو محلہ سری نگر کشمیر میں دفن ہیں) کی قدیم کتاب سے انجیل کو اکثر مقامات پر توارد ہے۔

☆ پادریوں اور ان کی اناجیل کی نسبت آپ فرماتے ہیں: ''ان کے نزدیک یہ چار انجیلیں اصلی ہیں اور باقی اناجیل جو 56 کے قریب ہیں جعلی ہیں مگر محض گمان اور شک کے رُو سے۔ نہ کسی مستحکم دلیل پر اس خیال کی بنا ہے چونکہ مروّجہ انجیلوں اور دوسری انجیلوں میں بہت تناقض ہے اس لئے اپنے گھر میں ہی یہ فیصلہ کر لیا ہے اور محققین کی یہی رائے ہے کہ کچھ نہیں کہہ سکتے کہ یہ انجیلیں جعلی ہیں یا وہ جعلی ہیں۔ اسی لئے شاہ ایڈورڈ قیصر کے تخت نشینی کی تقریب پر لنڈن کے پادریوں نے وہ تمام کتابیں جن کو یہ لوگ جعلی تصور کرتے ہیں ان چار انجیلوں کے ساتھ ایک ہی جلد میں مجلّد کر کے مبارکبادی کے طور پر بطور نذر پیش کی تھیں اور اس مجموعہ کی ایک جلد ہمارے پاس بھی ہے۔''

☆ '' کیا ممکن نہیں کہ خدا کی کتاب کا کسی گزشتہ مضمون سے توارد ہو جائے۔ چنانچہ ہندوؤں کے وید جو اس زمانہ میں مخفی تھے اُن کی کئی سچائیاں قرآن شریف میں پائی جاتی ہیں۔ پس کیا ہم کہہ سکتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وید بھی پڑھا تھا......آنحضرتؐ محض اُمّی تھے۔ آپ عربی بھی نہیں پڑھ سکتے تھے چہ جائیکہ یونانی یا عبرانی۔''

☆ قرآن کریم نے اپنے معجزہ ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور اس کی خبریں اور قصے سب پیشگوئیاں ہیں اور وہ اپنی فصاحت و بلاغت میں بھی ایک معجزہ ہے۔ اگر عرب کے عیسائی سمجھتے کہ یہ قرآن ہماری کتابوں سے مسروق ہے تو وہ کہاں چپ بیٹھنے والے تھے! اور پھر جس نے خود چوری کی ہو وہ ایسی جرأت کہاں رکھتا ہے کہ سب کو چوری شدہ مضمون کے مقابلہ کے لئے بلائے۔

☆ یہودیوں کے بقول اناجیل میں کوئی معجزہ نہیں اور حضرت مسیح کی اکثر پیشگوئیاں جھوٹی نکلیں جیسا کہ باراں حواریوں کو بہشت کے باراں تخت نصیب ہونے کا وعدہ تھا۔

☆ قرآن کریم کے مقابلہ پر اناجیل کی اخلاقی تعلیم

☆ کفارے کا رد۔ توبہ و استغفار سے گناہ معاف ہونا قانون قدرت میں شامل ہیں اور زید کے اپنے سر پر پتھر مارنے سے بکر کی سر درد ختم نہیں ہو سکتی۔

☆ تثلیث کے عقیدے کا رد۔ تین ایک اور ایک تین عقل کے خلاف ہے۔ ایک کامل خدا اور تین بھی کامل خدا۔

☆ ''سوسچا وہی مذہب ہے کہ جو اس زمانہ میں بھی خدا کا سُننا اور بولنا دونوں ثابت کرتا ہے۔ غرض سچے مذہب میں خدا تعالیٰ اپنے مکالمہ مخاطبہ سے اپنے وجود کی آپ خبر دیتا ہے۔'' '' زمین وآسمان کو دیکھ کر صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس ترکیب محکم اور ابلغ کا کوئی صانع ہونا چاہئے مگر یہ تو ثابت نہیں ہوتا کہ فی الحقیقت وہ صانع موجود بھی ہے اور ہونا چاہئے اور ہے میں جو فرق ہے وہ ظاہر ہے۔''

☆ '' مذہب سے غرض کیا ہے! بس یہی کہ خدا تعالیٰ کے وجود اور اس کی صفات کاملہ پر یقینی طور پر ایمان حاصل ہو کر نفسانی جذبات سے انسان نجات پا جاوے اور خدا تعالیٰ سے ذاتی محبت پیدا ہو ......ہم ایسے مذہب کو کیا کریں جو مُردہ مذہب ہے۔ ہم ایسی کتاب سے کیا فائدہ اُٹھا سکتے ہیں جو مُردہ کتاب ہے اور ہمیں ایسا خدا کیا فیض پہنچا سکتا ہے جو مُردہ خدا ہے۔ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ مَیں اپنے خدائے پاک کے یقینی اور قطعی مکالمہ سے مشرف ہوں اور قریباً ہر روز مشرف ہوتا ہوں۔'' اس کے ساتھ آپ نے سچے مذہب کی نشانیاں بتائیں۔

☆ قرآن پر ہونے والے اعتراضات جیسے قرآن کا حضرت مریم کو اُخت ہارون کہنا کا جواب عطا فرمایا اور ساتھ عیسائیت پر ہونے والے اعتراضات اٹھائے۔

☆ حضرت یونسؑ کے نشان کا ذکر۔

☆ آخر پر آپ نے ''خاتمہ رسالہ نجات حقیقی کے بیان میں'' کے عنوان سے ایک مضمون درج فرمایا۔ نجات کے معنے اور صحیح معرفت حضرت عزت جلّ شانہ کی نشانیاں بیان کیں اور اس بارے میں عیسائیت اور آریہ دھرم کے عقائد کو بیان کیا اور خدا تعالیٰ کی بعض صفات پر روشنی ڈالی اور فرمایا کہ:'' اصل حقیقت اور اصل سرچشمہ نجات کا محبت ذاتی ہے جو وصال الٰہی تک پہنچاتی ہے۔ وجہ یہ کہ کوئی محبّ اپنے محبوب سے جدا نہیں رہ سکتا اور چونکہ خدا خود نور ہے اس لئے اس کی محبت سے نور نجات پیدا ہو جاتا ہے۔'' اور نجات کا سرچشمہ محبت اور معرفت ہے۔

☆ پولوس کا بیان کہ وہ حضرت عیسیٰؑ کا دشمن تھا اور ذاتی اغراض کی خاطر آپ کے بعد ایمان لایا اور اس نے تثلیث کا پودہ دمشق میں لگایا اور بیت المقدس سے نفرت دلائی اور آخر سولی پر لٹکایا گیا۔

☆ امت محمدیہ میں کمالات متفرقہ کے جمع ہونے کے وعدہ کا بھید یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جامع کمالات متفرقہ تھے جیسا کہ آیت ''فَبِھُدٰھُمُ اقْتَدِہْ'' میں ذکر ہے۔

☆ ''(-) نے جو طریق نجات کا پیش کیا ہے اُس کی فلاسفی یہ ہے کہ انسان کی فطرت میں قدیم سے ایک طرف تو ایک زہر رکھا گیا ہے جو گناہوں کی طرف رغبت دیتا ہے اور دوسری طرف قدیم سے انسانی فطرت میں اس زہر کا تریاق رکھا ہے جو خدا تعالیٰ کی محبت ہے۔''

☆ آخر میں آپ نے فرمایا: ''اور محض لِلّٰہ آپ کو صلاح دیتے ہیں کہ اگر آپ زندہ برکات کے خواہاں ہیں .... چاہئے کہ (-) کے سلسلہ میں داخل ہو جو اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ ہے اور نقد برکات پیش کرتا ہے۔''

حضرت عثمانؓ کی فیاضی

حضرت عثمانؓ کا شمار اہل ثروت صحابہؓ میں ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مال و زر کی فراوانی سے نواز رکھا تھا اور آپ نے ہمیشہ ہی اس مال و دولت سے رفاہ عامہ کے کام کروائے کیونکہ فیاض خدا نے آپ کو فیاض طبع بنایا تھا۔ جب مسلمان ہجرت کر کے مدینہ آئے۔ تو پینے کے پانی کا بڑا مسئلہ تھا، تمام کنوؤں کا پانی کھاری تھا۔ ہاں ایک کنواں تھا جس کا پانی میٹھا اور شیریں تھا، لیکن وہ ایک یہودی کی ملکیت تھا جس سے پانی لینا مسلمانوں کے لئے ایک مسئلہ تھا۔ حضرت عثمانؓ نے بیس ہزار درہم میں وہ کنواں خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا۔

غزوہ تبوک میں جب عسرت و تنگی نے مسلمانوں کو پریشان کر رکھا تھا وہ آپ ہی تھے جنہوں نے ایسے وقت میں ہزاروں روپے صرف کر کے مجاہدین کے لئے ساز و سامان اور اسلحہ وغیرہ مہیا کیا۔

(کنز العمال جلد 13 ص 14)

آپ باقاعدگی کے ساتھ بیواؤں اور یتیموں کی خبر گیری کرتے۔ مخلوق خدا کی تنگ حالی سے آپ کو دلی صدمہ ہوتا، ایک دفعہ ایک جہاد میں ناداری و مفلسی کے باعث مسلمان انتہائی پریشان تھے اور منافق اس حال میں طعنہ زن۔ ان حالات میں آپ نے چودہ اونٹ مع سامان خورو نوش رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا کہ اسے مسلمانوں میں تقسیم فرما دیں۔

(کنز العمال جلد 13 ص 41)

جب نمازیوں کی کثرت سے مسجد نبوی چھوٹی ہو گئی تو آپ نے اردگرد کی زمین اور مکانات خرید کر رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش کئے تا مسجد میں توسیع کی جاسکے اور نمازی سکون و آرام سے نماز ادا کر سکیں۔

(ترمذی کتاب المناقب باب فی مناقب عثمان)

پبلشر و پرنٹر: طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ | مطبع: ضیاء الاسلام پریس | مقام اشاعت: دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ | قیمت 5 روپے

مکرم شریف احمد بانی صاحب

مکرم میاں محمد صدیق بانی صاحب کا خاندان

اور جماعتی خدمات کا تذکرہ

قسط دوم آخر

جلسہ سالانہ 1947ء

1947ء کا جلسہ سالانہ بیت اقصیٰ قادیان میں ہوا جس میں صرف درویشان قادیان ہی شامل ہو سکے۔ اگلے سال ہندوستان کی حکومت نے دوسو احمدیوں کو سارے ہندوستان سے قادیان کے جلسہ میں شامل ہونے کی اجازت دی۔ ہندوستان کی مختلف جماعتوں سے احمدی دہلی اکٹھے ہوئے۔ کلکتہ سے شامل ہونے والوں میں میرے والد میاں محمد صدیق بانی صاحب اور میرے بھائی میاں نصیر احمد بانی بھی شامل تھے۔ یہ سب بذریعہ ریل گاڑی دہلی سے امرتسر پہنچے۔ ان کے ساتھ فوج کا ایک حفاظتی دستہ بھی تھا۔ امرتسر سے اس بوگی کو قادیان جانے والی گاڑی کے ساتھ لگا دیا گیا۔ سٹیشن پر کچھ درویش پولیس کی حفاظت میں استقبال کے لئے موجود تھے۔ پولیس کی حفاظت میں ہی یہ لوگ محلّہ احمدیہ پہنچے۔ اگلے سال 1949ء میں خاکسار کو بھی جناب والد صاحب کے ساتھ قادیان جا کر جلسہ میں شامل ہونے کی سعادت حاصل ہوئی۔ تین چار سال تک یہی دستور تھا کہ احمدی دہلی جمع ہوتے تھے اور پھر فوج کی حفاظت میں قادیان جاتے تھے۔ بعد میں حالات نارمل ہوگئے اور احمدی براہِ راست اپنے طور پر جلسہ میں شامل ہوتے رہے۔ جب تک صحت نے اجازت دی جناب والد صاحب تقریباً ہر سال ہی جلسہ میں شمولیت کے لئے قادیان حاضر ہوتے تھے اور ہم تینوں بھائیوں میں سے ایک باری باری اُن کے ساتھ ہوتا تھا۔ حضرت میاں وسیم احمد صاحب کے ارشاد پر والد صاحب کو جلسہ سالانہ قادیان کے اجلاس کی صدارت کا اعزاز بھی حاصل ہوا۔ ایک لمبا عرصہ پہلے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے آپ کو صدر انجمن احمدیہ قادیان کا ممبر نامزد فرمایا تھا۔ آپ اپنی وفات تک صدر انجمن کے ممبر رہے۔

والد صاحب کا عشق قرآن

جناب والد صاحب کو قرآن پاک سے عشق تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو لحنِ داؤدی سے نوازا تھا۔ آپ گھر میں اکثر مولوی دلپذیر صاحب کا منظوم پنجابی ترجمہ بڑی لے سے پڑھا کرتے تھے۔ دو تین پارے آپ نے حفظ بھی کئے تھے۔ قرآن مجید کی اشاعت سے آپ کو خاص دلچسپی تھی۔ تقسیم ملک سے پہلے سیدنا حضرت مصلح موعود نے ایک بار بیت مبارک قادیان میں یہ ارشاد فرما کر دوستوں کو دعا کی تحریک فرمائی تھی کہ ایک دوست نے تفسیر کبیر کی اشاعت کے لئے چھ ہزار کا عطیہ دیا ہے۔ یہ دوست بھی محترم بانی صاحب مرحوم ہی تھے اور اُس زمانہ کا چھ ہزار روپیہ بڑی قدر و قیمت رکھتا تھا جو آج کل کے لاکھوں روپے کے برابر تھا۔

سیدنا حضرت مصلح موعود نے دنیا کی سات بڑی زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم شائع کرنے کی تحریک فرمائی تو اُن میں سے ایک زبان میں ترجمہ کا سارا خرچ والد صاحب مرحوم نے اپنے ذمہ لیا۔ اس کے بعد ڈینش (Danish) زبان میں قرآن مجید کے ترجمہ کے تمام اخراجات بھی آپ نے ادا کئے۔ ہندی اور گورمکھی زبانوں میں تراجم کے لئے رقوم آپ نے قادیان بھجوا دی تھیں۔ گو ان دونوں زبانوں میں ترجمہ کا کام ہنوز زیر تکمیل ہے۔

(تابعین احمد جلد دہم صفحہ 173)

یوں تو اللہ تعالیٰ نے والد مرحوم کو ہمیشہ نیکیوں میں سبقت لے جانے کے لئے کوشش کرنے کی توفیق عطا فرمائی لیکن آپ کی زندگی کا ایک نمایاں پہلو یہ تھا کہ آپ درویشان قادیان سے بے پناہ محبت رکھتے تھے اور ان کی ضروریات کا خیال رکھتے تھے۔ ہر مومن اپنی زندگی کے لئے کوئی مطمحِ نظر متعین کر لیتا ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ میری زندگی کا مطمحِ نظر دوسری خدماتِ سلسلہ کے علاوہ یہ ہے کہ میں تادمِ آخر درویشوں کی ہر ممکن خدمت کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے کوشاں رہوں۔ آپ جب بھی درویشوں کی کوئی خدمت بجا لاتے تو ایک روحانی انبساط محسوس کرتے۔

درویشوں کی خدمت

محترم بدرالدین عادل صاحب درویش قادیان نے اپنے ایک مضمون میں درویشی کے ابتدائی زمانہ کا نقشہ اس طرح کھینچا ہے ”تجرد کی زندگی بسر کرتے ہوئے تین سال گزر گئے اور اب یہ ماحول اس قدر خشک اور ویرانی کا ماحول تھا کہ ہم بچہ کے رونے کی آواز تک کو ترس گئے تھے۔ مگر اس کا اظہار صرف اور صرف اپنے پیارے رب سے ہی کرتے تھے۔ ہمارے رب نے ہی حضرت مصلح موعود کو ہمارے حالات کی اطلاع دی اور حضور انور کی طرف سے ارشاد موصول ہوا کہ جن درویشان کے اہل و عیال پاکستان آچکے ہیں جماعت انہیں واپس قادیان بھجوانے کا انتظام کرے اور جو درویش پہلے سے شادی شدہ نہیں ہیں وہ ہندوستان میں شادیاں کر لیں۔ اُس وقت شادی کرنے والے درویش کو 130 روپے امداد ملتی تھی۔ ایک ایک دو دو روپیہ سلامیاں ملتی تھیں جو سو ڈیڑھ سو روپے ہو جاتے تھے۔ یوں سمجھ لیں ایک شادی ساڑھے تین سو، چار سو روپے میں ہو جاتی تھی۔

مدراس کے احمدی تاجر میاں عبدالحفیظ سیالکوٹی مرحوم نے اُس زمانہ میں مبلغ پانچ ہزار روپے والد صاحب کو بھجوائے اور کہا کہ آپ جس طرح مناسب سمجھیں یہ رقم سلسلہ کی خدمت کے لئے خرچ کریں۔ اُس زمانہ کے لحاظ سے یہ ایک خطیر رقم تھی۔ والد صاحب نے یہ رقم قادیان بھجوا دی اور یہ تجویز پیش کی کہ یہ رقم درویشان کی شادیوں پر خرچ کی جائے۔ چنانچہ رقم دہندہ اور انجمن نے بھی اس تجویز کو بہت پسند کیا اور اس وقت سے صدر انجمن نے اس طریق کو جاری رکھا ہوا ہے۔ اس واقعہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جناب والد صاحب کس قدر باریک بینی کے ساتھ درویشان کے بارہ میں غور و فکر کیا کرتے تھے۔

مواخات

درویشان کی خدمت کے حوالہ سے محترم مولوی عبدالقادر صاحب دانش دہلوی نے اپنے ایک اور مضمون میں لکھا ”ایک سادہ لباس، سادہ وضع، فروتنی اور انکساری کا پیکر لیکن خوبرو، ہنس مکھ فرشتہ صورت مردِ خدا ملک ہندوستان کے دور دراز علاقہ سے مرکز احمدیت قادیان دارالامان میں وارد ہوا اور اپنی دلی خواہش کا یوں اظہار کیا کہ وہ قادیان کے درویشوں سے مؤاخات کا رشتہ قائم کرنے کا متمنی ہے۔ سننے والوں نے اُس کی باتوں سے سمجھا کہ ایک دو درویشوں سے مؤاخات کر کے ان کی ضروریات زندگی کا کفیل بننے کا خواہش مند ہوگا۔ لیکن اس کی باتوں سے جب یہ معلوم ہوا کہ وہ تو سب درویشوں سے رشتۂ مواخات استوار کرنے کی نیت سے یہاں آیا ہے تو حیرت کی انتہا نہ رہی کہ درویشوں کی اتنی بڑی تعداد اور اُن کے اہل و عیال کی کفالت وہ کس طرح برداشت کر سکے گا۔ اگرچہ صاحبِ دولت و ثروت تو دنیا میں بہت دیکھے ہیں۔ جب دولت بڑھتی ہے تو اُسے دیکھ کر خوش ہوتے ہیں۔ دولت سے اپنی تجوریاں بھرتے ہیں مگر خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتے اور بہت کم ایسے ہوتے ہیں جب خدا ان کو تونگری عطا کرتا ہے تو ان کی سخاوتوں، فیاضیوں اور قربانی کا دنیا مشاہدہ کرتی ہے۔ یہ خدا کی دی ہوئی دولت، اُسی کی راہ میں، اُسی کی منشاء کے مطابق لٹائے چلے جانے والا بزرگ ہے جسے لوگ میاں محمد صدیق بانی آف کلکتہ کے نام سے جانتے ہیں۔ اس بزرگ نے اپنی دولت و ثروت میں اپنے اہل و عیال کے ساتھ درویشوں اور اُن کے اہل و عیال کو بھی اپنا حصہ دار کر لیا اور اس طرح رشتۂ مواخات کے ذریعہ خود کو بھی سینکڑوں درویشوں، ان کے بیوی بچوں سمیت مشترکہ کنبہ داری و کنبہ پروری کا منظر پیش کر دکھایا۔ کوئی دل گردے کا مالک اور وسیع حوصلہ رکھنے والا ہی یہ کام انجام دے سکتا ہے۔ کسی کو یقین آئے یا نہ آئے لیکن شواہد کی روشنی میں تو یقین کرنا ہی ہوگا۔ کس کشادہ پیشانی، فراخ دلی اور کھلے ہاتھوں سے خرچ کرنے کی اس مردِ خدا نے اور تتبع و تقلید و پیروی میں ان کی اولاد نے مثال قائم کی۔ اور پھر اپنے اس پیمان عہد وفا کو یعنی درویشوں سے رشتہ مواخات کو نبھایا ہے۔ وہ لائق تحسین و لائق آفرین ہے اور وہ الفاظ نہیں ملتے جن سے اپنے اس محسن اور ان کی اولاد کا کماحقہٗ شکریہ ادا کر سکیں۔ قادیان کے ہندو اور سکھ بھی سیٹھ محمد صدیق صاحب بانی کی جود و سخا کی باتیں سنتے تو تمنا کرتے کہ یہ بزرگ جب قادیان آئیں تو ایک بار ان کی جھلک دکھا دو۔

(تابعین احمد۔ جلد دہم۔ صفحہ 236، 237)

بیوت الذکر چنیوٹ

بیوت الصلوٰۃ بنانے اور انہیں آباد رکھنے کی آپ ہمیشہ کوشش کرتے تھے۔ والد صاحب لکھتے ہیں۔ چنیوٹ میں احمدیہ بیت الصلوٰۃ نہیں تھی۔ ایک بیت الصلوٰۃ جہاں غیر احمدی جمعہ کی نماز نہیں پڑھتے تھے، جمعہ کے روز احمدی وہاں اکٹھے ہو کر جمعہ کی نماز پڑھ لیتے تھے۔ ایک دن نائب ناظم انجمن اسلامیہ چنیوٹ، حاجی چراغ دین مگوں نے شاہی مسجد میں نماز کے بعد لوگوں کو ٹھہرنے کے لئے کہا اور بتایا کہ مرزائی ہماری مسجد میں نماز پڑھتے ہیں۔ سب لوگ ابھی چلیں اور مرزائیوں کو مسجد سے نکال دیں۔ چنانچہ سارا مجمع حاجی صاحب کے ساتھ اُس مسجد میں جا پہنچا۔ اُس وقت چودھری مولا بخش صاحب خطبہ پڑھ رہے تھے۔ حاجی صاحب مذکور نے خطبہ کے دوران ہی با آواز بلند کہا کہ ”مسجد ہماری ہے۔ تم اس میں نماز پڑھنے کیوں آتے ہو؟ آئندہ اگر یہ حرکت کی تو تم لوگوں سے بہت برا سلوک ہوگا۔“ اس پر چوہدری مولا بخش صاحب نے آسمان کی طرف دیکھ کر کہا ”اے خدا! ہم تو اس مسجد کو تیرا گھر سمجھ کر تیری عبادت

کرنے یہاں آتے تھے۔اب یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ گھر تیرا نہیں ان کا ہے۔سو ہم عبادت کے لئے ان کے گھر نہیں آئیں گے۔‘‘ اس طرح حکمت سے خطبہ میں ہی انہیں جواب دے دیا۔ میری حویلی میں بفضلِ خدا معقول جگہ تھی۔ میں نے درخواست کی آئندہ جمعہ کی نماز میری حویلی میں پڑھا کریں۔ میں ضرورت کی ہر چیز مہیا کر دوں گا۔عجائبات خداوندی دیکھئے کہ دوسرے جمعہ سے ایک دن پہلے اُسی حاجی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے احمدیہ بیت الصلوٰۃ کے لئے قطعہ زمین کا انتظام کروادیا۔

انجمن اسلامیہ چنیوٹ نے مدرسہ کی تعمیر کے لئے چار کنال زمین خرید رکھی تھی۔لیکن محکمہ تعلیم نے اس جگہ مدرسہ کی تعمیر کی اجازت نہ دی۔اس لئے انجمن اسلامیہ نے پلاٹ بنا کر اس زمین کی فروخت کے لئے منادی کروا رکھی تھی۔جس روز احمدیوں کو مسجد سے نکالا گیا اس کے بعد آنے والی جمعرات کو بعد نماز عصر نیلامی کا وقت مقرر تھا۔ نیلامی کے وقت میں وہاں موجود تھا اور نیلام کنندہ وہی حاجی چراغ دین تھا جس نے ہمیں نکالا تھا۔ جس جگہ اب ہماری بیت الصلوٰۃ ہے۔ جب اس پلاٹ کی باری آئی تو حاجی سرگوشی کے لہجے میں مجھے کہنے لگا ’’یہ چھ مرلہ کا مربع قطعہ ہے اور اس کو دوراستے لگتے ہیں۔ بیت الصلوٰۃ کے لئے نہایت موزوں ہے۔تم لوگوں کے پاس اپنی بیت نہیں ہے۔ یہ پلاٹ کیوں نہیں خرید لیتے۔ اُس کی یہ بات میرے کانوں سے گزر کر میرے دل میں اتر گئی، جس طرح سوئچ دباتے ہی بلب روشن ہو جاتا ہے۔ میں نے حاجی مذکور کی بات کا تو کوئی جواب نہیں دیا لیکن فوراً بولی میں حصہ لینے لگا۔ میری نیت چونکہ خانہ خدا کے لئے تھی اس لئے میں قیمت کی پرواہ کئے بغیر اپنی بولی بڑھاتا چلا گیا اور بالآخر بولی میرے نام ختم ہوگئی اور بولی ختم ہوتے ہی حاجی نے اعلان کر دیا کہ بھائیو! یہ ٹکڑا مرزائیوں نے اپنی بیت الذکر کے لئے خریدا ہے۔ حالانکہ میں نے اُسے کچھ نہیں کہا تھا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت تھی کہ جس شخص نے احمدیوں کو نکالا تھا، اللہ تعالیٰ نے اُسی شخص کے ہاتھوں احمدیوں کو بیت الذکر کے لئے زمین دلوائی۔

چنیوٹ کے احمدیوں نے بیوت الذکر فنڈ میں قریباً دو ہزار روپے جمع کر کے لائلپور کے شیخ محمد اسماعیل و مولا بخش صاحبان کے پاس رکھوائے ہوئے تھے امانتاً۔ اُن کی خدمت میں لکھا گیا مگر انہوں نے جواب دیا کہ ہم چونکہ 1914ء کے اختلاف کی وجہ سے لاہوری جماعت میں شامل ہو چکے ہیں اس لئے ہم اس تحریک میں اب شامل نہیں ہو سکتے۔ چنیوٹ سے تعلق رکھنے والے احباب جو کلکتہ، مدراس، کانپور اور آگرہ میں مقیم تھے، سب نے مل کر تقریباً سترہ صد روپے کی رقم جمع کروائی۔ بقیہ رقم بفضل اللہ تعالیٰ میں نے ادا کر دی۔ 1941ء میں گویا 22 سال بعد جماعت چنیوٹ نے یہاں بیت الصلوٰۃ تعمیر کرنے کا عزم کیا اور سب احباب نے دل کھول کر چندہ دیا اور موجودہ تعمیر شدہ بیت الذکر میرے واجب الاحترام چچا حاجی میاں تاج محمود صاحب کی سرپرستی اور میرے چھوٹے بھائی میاں محمد یوسف صاحب بانی کی نگرانی میں نہایت خوبصورت رنگ میں تیار ہوگئی۔

(مضمون میاں محمد صدیق صاحب بانی۔الفضل 30راگست 1964ء)

بیت الذکر کلکتہ

جب 1944ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے اپنے مصلح موعود ہونے کا اعلان فرمایا اور مختلف شہروں میں جلسوں کے لئے تشریف لئے گئے تو جناب والد صاحب نے کلکتہ کی جماعت کے سامنے یہ تجویز رکھی کہ کلکتہ کی جماعت بھی حضور کی خدمت میں درخواست کرے کہ حضور کلکتہ تشریف لائیں۔ نیز یہ تجویز بھی دی کہ حضور کی کلکتہ آمد کے لئے کوئی شایان شان تقریب بھی پیدا کرنی چاہئے۔ چنانچہ آپ نے یہ تجویز بھی دی کہ بیت الصلوٰۃ کے لئے زمین خریدی جائے اور حضور کو بیت الذکر کے سنگ بنیاد کے لئے درخواست دی جائے۔ اُس وقت کلکتہ میں امیر جماعت مکرم چوہدری انوار احمد کاہلوں صاحب تھے۔انہوں نے اپنی سوانح عمری میں لکھا ’’میں جب کلکتہ میں امیر تھا تو سیٹھ محمد صدیق بانی صاحب اور اُن کے بھائی میاں محمد یوسف صاحب بانی نے تجویز پیش کی کہ ہمیں کرائے کی جگہوں پر نمازیں پڑھنے کی بجائے اپنی بیت الذکر بنانی چاہئے۔ دونوں بھائیوں نے پچیس ہزار روپے کی خطیر رقم ادا کرنے کا وعدہ کیا۔ یہ اتنی بڑی رقم تھی جو میری تین سال کی تنخواہ سے بھی زیادہ تھی۔

(Eighty years around the world Page 67)

زمین تو انہی دنوں خرید لی گئی لیکن ملکی تقسیم کی وجہ سے حضور کو دعوت دینے کے منصوبہ پر عملدرآمد نہ ہو سکا۔ بعد میں جب حالات قدرے سازگار ہوئے تو والد صاحب نے جماعت کلکتہ میں بیت کی تعمیر کے لئے پھر تحریک شروع کی اور 1963ء میں ایک خوبصورت بیت اور مربی کا کوارٹر تعمیر ہوگئے۔ حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے اس بیت کا سنگ بنیاد رکھا۔اسی طرح مدراس کی احمدیہ بیت الذکر کے لئے بھی آپ نے گرانقدر رقم ادا کی۔آپ جب بھی کلکتہ سے چند ماہ کے لئے قادیان آتے تو اپنے گھر کے قریب دارالبرکات اور دارالفضل کی بیوت الذکر کے لئے پنکھوں اور دیگر ضروریات کا اہتمام کرتے۔ ربوہ کی بیت اقصیٰ کا سارا خرچ بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ نے ہی ادا کیا۔

جناب والد صاحب ہمیشہ اسی سوچ میں رہتے تھے کہ مخلوق خدا کی خدمت کس طرح کر سکیں۔ درویشی کے ابتدائی دور میں درویشان قادیان کے لئے علاج معالجہ کی بہت مشکلات تھیں۔خوش قسمتی سے درویشان میں ایک ڈاکٹر کیپٹن بشیر احمد صاحب تو موجود تھے لیکن علاج کرنے کے لئے دوائیاں اور دوسرا سامان میسر نہ تھا۔ قادیان کے حالات ایسے تھے کہ درویشانِ کرام اپنے محلّہ میں محصور تھے اور علاج کے لئے بھی باہر جانا مشکل تھا۔ جب والد صاحب کو ان حالات کا علم ہوا تو آپ نے حضرت میاں وسیم احمد صاحب کی خدمت میں درخواست کی کہ آپ ضروری سامان اور ادویات کی فہرست مجھے دیں۔ میں سارا سامان اور ادویات کلکتہ سے خرید کر بھجوادوں گا۔ چنانچہ حضرت میاں صاحب نے فہرست بھجوادی اور ابتدائی تین چار سال تک تمام ادویات وغیرہ کلکتہ سے باقاعدگی کے ساتھ بھجواتے رہے۔ جب حالات قدرے بہتر ہو گئے تو پھر ہر سال ادویات کے لئے رقوم بھجوادیتے اور قادیان والے امرتسر سے دوائیاں منگوا لیتے۔ درویشان کو آمدورفت میں دقت تھی اور ایمرجنسی میں اگر کسی مریض کو امرتسر یا بٹالہ لے کر جانا پڑتا تو کوئی انتظام نہیں تھا۔ والد صاحب نے ایک ڈاج وین کلکتہ سے خرید کر قادیان بھجوادی۔ چند سال بعد جب اس وین کا ایکسیڈنٹ ہو گیا تو ایک نئی ایمبیسیڈر کار خرید کر قادیان بھجوادی۔

فضل عمر ہسپتال کی خدمت

ربوہ میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے فضل عمر ہسپتال کی بنیاد رکھی تو تین کمروں کا خرچ آپ نے ادا کیا اور بعد میں ہسپتال کیے لئے ایک ایمبولینس خرید کر بھجوائی۔ بعد میں اللہ تعالیٰ نے آپ کے خاندان کو توفیق دی کہ فضل عمر ہسپتال کے چلڈرن وارڈ اور ریڈیالوجی ڈیپارٹمنٹ کی تعمیر کا پورا خرچ ادا کیا۔ بعدازاں بیگم زبیدہ بانی ونگ کا مکمل خرچ ادا کرنے کی توفیق بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کے بچوں کو دی۔ طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ میں بھی گرانقدر خدمت کی توفیق ملی۔ پھر کراچی میں آنکھوں کے ہسپتال میں صدیق بانی ونگ اور بیگم زبیدہ بانی ڈینٹل سرجری انسانیت کی خدمت میں مصروف ہیں۔ مِٹھی کے المہدی ہسپتال میں صدیق بانی آئی یونٹ وہاں کے لوگوں کی خدمت میں مصروف ہے۔ یہ سب صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے طفیل ہی ممکن ہوا۔

تعلیمی خدمات

تعلیم کے شعبہ میں آپ کو خدمت کی توفیق ملی۔آپ کی طرف سے صدیق بانی گولڈ میڈل اور سکالرشپ کی سکیم 2003ء میں جاری کی گئی۔ اللہ تعالیٰ نے اس سکیم کو اس قدر مقبولیت بخشی کہ اب مختلف احباب کی طرف سے نظارت تعلیم کے تحت درجنوں سکالرشپ جاری ہو گئے ہیں۔اس طرح کی خدمت کی اوّلیت کا سہرا آپ ہی کے سر ہے۔ابھی گزشتہ سال ’’منیر بانی تعلیمی قرضہ فنڈ‘‘ نظارت تعلیم کے زیرانتظام آپ کے خاندان کی طرف سے جاری کیا گیا ہے۔ نظارت تعلیم نے ربوہ میں نصرت گرلز کالج شروع کرنے کا پروگرام بنایا ہے۔ اُس میں بھی ’’صدیق بانی بلاک‘‘ کے لئے آپ کے خاندان کی طرف سے وعدہ کیا گیا ہے۔

آپ کا خدمت خلق کا جذبہ ملی، قومی اور علاقائی قیود سے بالا ہوتا تھا۔آپ ہمیشہ بلاامتیاز ہر ضرورت مند دکھی انسان کی خدمت کے لئے تیار رہتے تھے۔مکرم سید نور عالم صاحب سابق امیر جماعت احمدیہ کلکتہ نے آپ کے بارہ میں اپنے ایک مضمون میں لکھا:

’’خدمت خلق کا راستہ ایسا پُرخطر اور خاردار ہے کہ جس میں راہی کو برہنہ پا دوڑایا جاتا ہے۔ قدم قدم پر اس کی طرف طعن و تشنیع کے تیر پھینکے جاتے ہیں۔مشکل اور سنگین حالات میں اس کے جذبۂ ایثار کو پرکھا جاتا ہے۔ ایک مثال سنئے۔ 1964ء کے کلکتہ کا تصور فرمائیے۔جنوری کا مہینہ ہے۔ ہر طرف ہندو مسلم فسادات ہو رہے ہیں۔ مکانات اور فیکٹریوں کے جلنے سے شہر میں دھواں اور شعلوں کے جھونکے چل رہے ہیں۔سڑکیں اور گلیاں غیر محفوظ ہیں۔ کرفیو لگا ہوا ہے۔ احمدیہ بیت الصلوٰۃ کا تعلق عملاً تمام احمدی گھرانوں سے منقطع ہو چکا ہے۔اہالیان بیت الذکر جو تعداد میں سات یا چھ تھے، محصور تھے۔ ان میں سے ایک خاکسار بھی تھا۔ ایک غمخوار اور دردآشنا دل نے خانۂ خدا کے غیر محفوظ ہونے اور محصور و مجبور احمدیوں کی کسمپرسی کا احساس کیا۔کئی دنوں تک ہر روز صبح آٹھ بجے جبکہ کرفیو دو گھنٹے کے لئے اٹھا لیا جاتا، بانی صاحب اپنے تینوں بیٹوں (منیر احمد، نصیر احمد، شریف احمد) میں سے دو بیٹوں کو باری باری احمدیہ بیت الصلوٰۃ ہماری خیریت دریافت کرنے کو بھیجتے رہے۔

خدمت خلق کا جذبہ ایسے تمام موقعوں پر ابھرتا ہے جب بندگانِ خدا پر مصیبت آتی ہے۔فسادات

کے دنوں میں مسلمانوں کے ایسے محلے جو غیر محفوظ تھے خالی ہونے لگے۔ تقریباً سوافراد پر مشتمل خانہ بدوشوں کا ایک قافلہ آیا۔ مکرم بانی صاحب مرحوم نے اپنے مکان کے حصہ میں ان کو ٹھہرالیا اور جب تک حالات معمول پر نہ آگئے ان کے خورونوش کا انتظام خود فرماتے رہے۔ بانی صاحب کے حسن سلوک، شفقت اور تواضع کے تذکرے آج بھی اُن کی زبانوں پر ہیں۔

(تابعین احمد۔ جلد دہم۔ صفحہ 227 تا 229)

مولوی محمد حفیظ صاحب بقاپوری، درویش اخبار بدر قادیان کے ایڈیٹر تھے۔ آپ نے لکھا ’’ایک ربع صدی سے زیادہ عرصہ تک اخبار بدر کی خدمت کرتے ہوئے مجھے آپ کے اس نمایاں وصف کا علم ہوا تھا کہ آپ اپنی کسی بھی مالی خدمت کو اخبار میں نمایاں طور پر شائع کرانے کے حق میں نہ تھے بلکہ ’’سِــرّاً‘‘ پر زیادہ عمل تھا اور ادارہ بدر کو آپ نے تاکید کر رکھی تھی کہ کسی بھی ایسے اعلان میں میرا نام قطعاً شائع نہ کیا جائے۔ حالانکہ بعض ایسے افراد ہوتے ہیں کہ معمولی سی رقم دینے پر اُن کی شدید خواہش ہوتی ہے کہ بطور خاص اُن کا نام اخبار بدر میں شائع ہو اور شائع نہ ہو تو بار بار یاددہانیاں کرواتے ہیں۔ حضرت مرحوم کی بعض ایسی قربانیوں کے بارے میں دل یہی چاہتا کہ اُن کا ذکر کسی رنگ میں اخبار میں کیا جائے لیکن محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے کبھی اس کی اجازت نہ دی اور ہمیشہ حضرت سیٹھ صاحب کی حتمی تاکید یاد دلاتے اور فرماتے کہ اسی میں برکت ہے۔ بلاشبہ دنیا میں تو آپ نے اپنی صدہا نیکیوں کی اشاعت نہیں کروائی لیکن آپ کے اعمال نامہ میں ان کا اندراج ضرور ہو چکا اور آپ عنداللہ ان کا بہترین اجر بھی پا رہے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہر آن آپ کے درجات کو بلند فرماتا رہے اور آپ کی اولاد کو آپ کا سچا جانشین بنائے اور اُن جیسی خدمات دینیہ بجالانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(تابعین احمد۔ جلد دہم۔ صفحہ 206، 207)

بیت اقصیٰ کی تعمیر

مجھے یاد ہے 1963/64ء میں جب الفضل میں یہ اعلان شائع ہوا کہ حضرت مصلح موعود نے ربوہ میں مرکزی بیت الاقصیٰ کی تعمیر کے لئے منظوری عطا فرمائی ہے۔ خرچ کا اندازہ ایک لاکھ ہے۔ مشروط بامداس کی اجازت دی گئی ہے۔ اُن دنوں ہمارے مالی حالات اچھے نہ تھے۔ تقسیم ملک کے بعد جو انقلاب آیا اور اُس کے نتیجہ میں ہمارا گھر اور کاروبار بالکل تباہ ہو گیا تھا۔ اگرچہ نئے سرے سے جناب والد صاحب نے کاروبار شروع کیا تھا لیکن ابھی تک ہم لوگ سنبھل نہیں پائے تھے اور بڑی مشکل سے گزارا ہوتا تھا۔ اس کے باوجود جب یہ اعلان الفضل میں پڑھا تو ہمارے گھر کے تمام افراد کی یہ خواہش تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ ہمیں اس بیت کی تعمیر کا سارا خرچ ادا کرنے کی توفیق دے دے تو یہ ہماری انتہائی خوش قسمتی ہوگی۔ لیکن اپنے حالات کا بھی ہم سب کو اندازہ تھا۔ تین چار دن تک ہمارے گھر میں یہی موضوع زیر بحث رہا کہ کس طرح ہم یہ سعادت حاصل کرسکیں۔ جناب والد صاحب کو اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ تھا۔ انہوں نے سب گھر والوں کے مشورہ کے بعد حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کو خط لکھا کہ آپ حضرت مصلح موعود کی خدمت میں ہمارا وعدہ عرض کریں۔ نیز سفارش کریں کہ اس بیت کا سارا خرچ صرف ہمیں ادا کرنے کی اجازت مل جاے۔ نیز اس بات کو ظاہر نہ کیا جائے۔ چنانچہ حضرت میاں صاحب کی طرف سے یہ اطلاع آگئی کہ حضور پُرنور نے ہماری درخواست قبول فرمالی ہے۔ کچھ عرصہ بعد ہمیں بتایا گیا کہ اخراجات کا تخمینہ بڑھ کر دو لاکھ اور بعد ازاں تین لاکھ ہو گیا۔ اس موقعہ پر ہمیں یہ بھی کہا گیا کہ چونکہ اخراجات اصل تخمینہ سے بڑھ گئے ہیں اس لئے اگر آپ اپنی پیشکش واپس لینا چاہیں تو آپ کو اس کی اجازت ہے۔ ہمارے جواب سے پہلے ہی الفضل میں یہ اعلان بھی شائع ہو گیا کہ چونکہ مرکزی بیت الاقصیٰ کے لئے اخراجات بہت بڑھ گئے ہیں اس لئے جو احباب اس میں حصہ لینا چاہیں اپنے وعدے بھجوا سکتے ہیں۔ یہ اعلان پڑھ کر والد صاحب کو بہت صدمہ ہوا۔ آپ نے فوری طور پر حضرت میاں طاہر احمد صاحب سے رابطہ کیا اور بتایا کہ میں تو پہلے ہی عریضہ بھجوا چکا ہوں کہ جتنا بھی خرچ آئے گا انشاءاللہ میں ادا کروں گا۔ پھر یہ اعلان الفضل میں کیوں شائع ہوا ہے۔ حضرت میاں صاحب کا جواب آیا کہ آپ کا خط موصول ہو گیا تھا لیکن دفتر کے کسی کارکن کی غلطی کی وجہ سے حضور کی خدمت میں پیش نہ کیا جاسکا۔ جس کی وجہ سے یہ غلط فہمی ہوئی۔ چنانچہ الفضل میں ایک بار پھر یہ اعلان شائع ہوا کہ جس دوست نے وعدہ کیا تھا وہی ساری ادائیگی کریں گے۔ احباب اس بیت کی مد میں وعدے نہ بھجوائیں۔ اس بیت کے لئے وعدہ کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی ہم پر بے حساب بارش ہوئی اور ہم جو گزشتہ بیس سال سے مالی پریشانیوں کا شکار تھے دفعۃً بھول ہی گئے کہ مالی پریشانی کیا ہوتی ہے۔ خوشی کی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جہاں ہمارے وسائل بے اندازہ بڑھا دیئے وہاں ہمیں اس بات کی توفیق بھی عطا فرمائی کہ اُس کے دیئے ہوئے مال کو اُسی کی راہ میں خرچ کریں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور میرے ماں باپ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ علیّین میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین

ماہنامہ وان ٹوڈے۔ کینیڈا ستمبر 2011ء

ترجمہ: مکرم زکریا ورک صاحب

کینیڈا کے دلربا پیس ولیج کی کہانی

اگست 2011ء کی ایک رات نو بجے کے قریب احمدیہ ایونیو کے تمام فٹ پاتھ عورتوں اور بچوں کے رنگ برنگے ملبوسات سے جگمگا رہے تھے۔ عورتوں اور مردوں میں برابر کا پہنے جانیوالا یہ ثقافتی لباس عموماً پاکستان میں پہنا جاتا جو مختلف رنگوں میں پایا جاتا، اگرچہ مرد حضرات عموماً سفید رنگ کی شلوار قمیض اوڑھتے ہیں۔ اس علاقے میں بسنے والے دوسرے شہری اپنے بچوں کو بستر پر سلانے کی تیاریاں کر رہے ہیں مگر اس چھوٹی سی کمیونٹی کے افراد اپنے گھروں سے باہر نمودار ہو رہے ہیں تا مقامی بیت الذکر میں جا کر روزہ افطار کرسکیں اور عبادت بجالاسکیں۔

یہ رمضان کا مقدس مہینہ ہے۔ جب دن غروب ہونے کو ہوتا ہے تو اس وقت عبادت کیلئے بلانے والی صدا یعنی ندا کی آواز سنائی دیتی جس کے پس منظر میں بچوں کی وقتاً فوقتاً ہنسنے کی آوازیں سنائی دیتیں۔ جب ندا دھیمی آواز میں آرہی ہوتی (کیونکہ وان شہر کے شور کے قوانین کا اس پر اطلاق ہوتا)، تو مرد، عورتیں اور نوجوان سڑکوں پر آجاتے۔ ایک بھی کار اس وقت نظر نہیں آرہی ہوتی۔

احمدیہ ایونیو کسی افتادہ شہر میں نہیں بلکہ وان شہر کی ایک سب ڈویژن کا حصہ ہے۔ یہ پیس ولیج ہے جس میں زیادہ تر (احمدیہ) کمیونٹی کے افراد بستے ہیں۔ کینیڈا ونڈرلینڈ (انٹرٹینمنٹ پارک) کی مصنوعی پہاڑیوں کے شمال کی جانب، بیت الذکر کا سٹین لیس سٹیل گنبد اور سفید مینارے وان شہر کی عمارتوں میں سے چند ایک ہیں جو آسمان کو چھیدتی ہیں۔ امن کی تلاش میں سرگرداں احمدی افراد اپنے وطن (زیادہ تر پاکستان) سے ہجرت کر کے کینیڈا آئے جہاں وہ غیر احمدیوں کے ہاتھوں اذیت کا شکار ہوتے رہے جو ان کے منفرد عقائد کو ملحدانہ قرار دیتے ہیں۔ پیس ولیج ایک سپنے کی تعبیر تھا۔

لیکن پیس ولیج کی تعمیر کے کچھ ہی دیر بعد 9/11 کا واقعہ رونما ہوا۔ شدت پسندوں نے جو بربادی امریکہ پر نازل کی تھی اس سے ورلڈ ٹریڈ سنٹر، یا ورجینیا میں پینٹا گان، یا شانک ول پین سلوانیا کے قریب کھیت جہاں وہ جہاز گرا تھا جس کو انہوں نے اغوا کیا تھا کریش ہوا تھا۔ اس سے دور افتادہ شہروں ملکوں تک اس دلدوز سانحہ کا اثر ہوا تھا۔

اس کے بعد شدت پسندی کے خلاف جنگ کا آغاز ہوا جس کے پنجے افغانستان اور عراق کے میدان جنگوں تک ہوتے ہوئے مغربی معاشرے تک پہنچ گئے۔

ہر قسم کا سفر خاص کر ہوائی سفر پر سخت کنٹرول لاگو کر دیا گیا۔ اکثر ایسا ہوا کہ مغربی ممالک میں بسنے والے مسلمانوں کو شک کی نظر سے دیکھا جانے لگا اور ان کے اجتماعات خاص طور پر مساجد پر کڑی نظر رکھی جانے لگی۔ مذہب اسلام کو مائیکروسکوپ کے نیچے رکھ دیا گیا۔ ایسے واقعات سننے میں آئے کہ مسلمان یا پھر جو مسلمانوں سے مشابہت رکھتے تھے جیسے سکھ حضرات ان کا ہر جگہ دکانوں سے لیکر ائیرپورٹس تک قافیہ تنگ کیا جانے لگا۔

اس افراتفری کے دوران وان شہر کے احمدیوں نے پیس ولیج میں امن وقرار پایا گویا کہ یہ طوفان کے خلاف ان کا حصار تھا۔ ’’یہ اس طرح سے ہے جیسے آپ اپنے گھر میں مقیم ہوں، اور ساتھ والے گھر میں آگ لگ جائے، تو آپ تک دھواں تو لازماً آئے گا‘‘، بیت الذکر اور پیس ولیج کے دور اندیش پراجیکٹ مینیجر نصیر احمد کا کہنا ہے۔ ’’اس وقت امریکہ میں جو کچھ ہوا تھا، تو تھوڑا سا دھواں ہمارے یہاں تک بھی آیا لیکن اس کی حالت آگ لگے گھر کی نہیں تھی‘‘۔

اب 9/11 کے دس سال بعد احمدیہ کمیونٹی کے افراد آزادی سے ہمکنار ہیں کہ وہ اپنی رضا و رغبت سے جہاں چاہے رہیں اور جہاں چاہے عبادت کریں۔

انسان جب عبادت گاہ میں داخل ہوتا تو دیکھتا کہ (احمدی) روزے کا افطار ایک یا دو کھجوروں سے کرتے ہیں جیسا کہ پیغمبر اسلام ﷺ کیا کرتے تھے۔ مرد حضرات اپنا سر ٹوپی سے ڈھکتے ہیں جبکہ خواتین مختلف قسم فیشن زدہ سکارفوں کو اپنے سروں پر پہنتی ہیں جن کو حجاب کہا جاتا ہے۔ ہر شخص عاجزی اور صفائی کے پیش نظر داخل ہونے سے قبل جوتے اتار دیتا ہے۔ بیت الذکر میں داخل ہونے کا راستہ منظّم بدنظمی کا منظر پیش کرتا ہے۔

’’کینیڈین دوست اکثر مجھ سے سوال کرتے ہیں کہ تم اپنے جوتے کس طرح تلاش کرتے ہو؟ پیس ولیج میں رہنے والے مسٹر عبد العزیز خلیفہ مسکراتے ہوئے کہتے ہیں اگرچہ وہ اس معاملے میں سنجیدہ ہیں۔ ’’میں ان سے کہتا ہوں یہ ویسا ہی ہے جیسے انسان کسی وسیع وعریض پلازا کی پارکنگ لاٹ میں اپنی کار تلاش کر لیتا ہے۔‘‘ یہ کیسے ممکن ہوتا ہے مسٹر خلیفہ اس امر سے بخوبی آگاہ ہیں کیونکہ وان ملز شاپنگ مال بیت الذکر سے کچھ ہی منٹوں کے فاصلے پر واقع ہے۔

بیت الاسلام کینیڈا کی بڑی بڑی بیوت الذکر

میں سے ایک ہے جہاں زیادہ تر مِیپل شہر کے احمدی افراد عبادت کرتے ہیں۔ احمدیہ فرقہ کو مختلف عقیدہ کی وجہ سے عالمی طور پر دیگر مسلمان قبول نہیں کرتے۔ ان کو نہ صرف پاکستان میں نشانہ اذیت بنایا جاچکا ہے بلکہ دیگر اسلامی ممالک میں بھی۔

نیم جڑے ہوئے مکانوں کے ڈرائیور ویز میں لگژری کاروں اور منی ویز کے علاوہ انسان کار پر سفر کرنے سے اس آبادی میں ایسے مناظر دیکھتا جو انسان وان شہر کے نہیں لگتے۔ لیکن یہ محلّہ وان شہر میں ہی ہے۔ فی الحقیقت جین سٹریٹ کی مغربی سمت پر یہ سب ڈویژن، ٹیسٹن روڈ کے جنوب میں واقع اس علاقہ کے مکانوں کی قیمتیں سب سے زیادہ اوپر گئی ہیں۔ طاہر سٹریٹ کے پاس سے گزرتے ہوئے۔ جو کمیونٹی کے (چوتھے) لیڈر کے نام سے منسوب ہے، مسٹر عزیز خلیفہ کہتے ہیں: ’’جب میں نے اپنا مکان خریدا، اس کی قیمت تین لاکھ ڈالر تھی، اب اس کی قیمت چھ لاکھ سے زیادہ ہے۔‘‘

تعمیر کے دس سال بعد اور اتنا ہی عرصہ 9/11 کو گزرے ہوئے، پیس ولیج اپنے نام کی لاج رکھ رہا ہے۔ یہاں انسان کو کسی قسم کلچر کلیش نظر نہیں آتا۔ والدین بلا تردد اپنی ڈاج کاروانز میں بچوں کو قریب میں واقع کڈی پلیس چائلڈ کیئر سینٹر میں پہنچاتے، ساتھ کے ساتھ اس بات کی بھی ان کو تعلیم دیتے کہ وہ کس طرح نیک بن سکتے اور مقامی (بیت الذکر) میں نماز ضرور ادا کریں۔ لیکن ہمیشہ ایسا نہیں تھا۔

احمد اظہار خیال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ 1992ء میں غالب عیسائی آبادی میں عبادت گاہ تعمیر کرنے کے آئیڈیا کا کھلے دل سے استقبال نہیں کیا گیا تھا۔ اردگرد میں بسنے والے شہریوں کو فکر تھی کہ ایک غیر ملکی اقلیت کے ایک مقام پر جمع ہونے سے مکانوں کی قیمتیں گر جائیں گی۔ ’’غالب اکثریت والے عیسائی آبادی کے ملک میں، کسی اسلامی ملک سے باہر شاید یہ واحد مثال ہے جہاں (بیت الذکر) کے اردگرد (احمدی) آبادی پر مشتمل سب ڈویژن تعمیر ہوئی ہے‘‘۔ مسٹر احمد نے وان ٹوڈے کو انٹرویو کے دوران بتلایا۔ ’’اس وقت ہر طرف سے لوگوں کے دلوں میں شک وشبہات تھے جس کا جواز بھی تھا کیونکہ اس قسم کا آئیڈیا اس سے پہلے کہیں بھی آزمایا نہیں گیا تھا‘‘۔ وہ مزید کہتے ہیں ’’کہ احمدیہ کمیونٹی نے چندوں کے ذریعہ ساڑھے چار ملین ڈالر اکٹھے کر لئے تاکہ جین اسٹریٹ کے اس پار ٹماٹروں کا کھیت خرید لیا جائے۔ ان کا ارادہ تھا کہ ایک منفرد کینیڈین (بیت الذکر) تعمیر کی جائے جو کہ اس وقت نیا تصور تھا۔ میں چاہتا تھا کہ ایسی ...... تعمیر کی جائے جو کسی دوسری (بیت الذکر) سے قطعی طور پر مشابہت نہ رکھتی ہو۔ ہم نے فیصلہ کیا کہ کسی قسم کی درآمد شدہ چیز استعمال میں نہیں لائی جائیگی صرف کینیڈین تعمیراتی سامان استعمال کیا جائے‘‘۔

(بیت الذکر) کیساتھ ملحقہ زمین کی زوننگ زراعتی استعمال کیلئے ہوچکی تھی اسلئے مسٹر احمد نے وان سٹی کے زعماء کے تعاون اس کی زوننگ رہائشی علاقہ کیلئے منظور کروالی۔ جوں ہی یہ مرحلہ طے ہوا تو انہوں نے مقامی ٹھیکیدار سولمار Solmar ڈویلپمنٹ کارپوریشن کے مینیجر مسٹر بنی ماراٹا سے رابطہ کیا جو (بیت الذکر) کے قریب پچاس ایکڑ زمین کا مالک تھا۔ اگرچہ شروع میں بلڈر (بیت الذکر) کے قریب رہائشی مکان تعمیر کرنے میں متذبذب تھا، احمد نے اس کو قائل کرلیا کہ منصوبہ شدہ سب ڈویژن باہمی تعاون سے کامیاب رہے گا۔ طے یہ ہوا کہ ڈویلپر تعمیر کے اخراجات دے گا اور احمد کی یہ ذمہ داری ہوگی کہ مکان فروخت کرے۔

پیس ولیج وان شہر میں کلچر سے منسوب پہلی کمیونٹی نہیں ہے۔ تھارن ہل کے علاقہ میں سپرنگ فارم ڈویلپمنٹ، بیتھ آوارام یوزف سینا گاگ کے اردگرد تعمیر ہوئی جہاں بڑی جیوئش کمیونٹی آباد ہے۔ لیکن پیس ولیج اس آئیڈیا کو ایک قدم اور آگے لے گیا۔ کمیونٹی کی منصوبہ بندی یہ جانتے ہوئے اس طریق سے کی گئی تھی کہ (بیت الذکر) پورے علاقے کا مرکزی نقطہ ارتکاز ہو۔ مکانوں کی تعمیر سے اس ڈھب سے کی گئی کہ ہر گھر کے دروازے یا کھڑکی سے (بیت الذکر) صاف نظر آتی ہو۔ ’’جونہی کوئی گھر سے باہر نکلتا ہے (بیت الذکر) اس کے سامنے ہوتی ہے، جس سے اس کو احساس ہوتا کہ خدا چوبیس گھنٹے ساتوں دن میرے ساتھ ہے۔‘‘ مسٹر احمد نے وضاحت کی۔

مزید برآں انہوں نے آرکیٹیکٹ کو اس بات کی وضاحت کردی کہ ساؤتھ ایشین اور (احمدیہ) کمیونٹی کی خاص ضروریات کو ملحوظ خاطر رکھا جائے۔ گھروں میں کچن کے اندر ہوا باہر پھینکنے والے طاقتور فین لگائے گئے اور کھڑکیاں اس طرح ہیں کہ جب تیز مصالحوں والے کھانے پکائے جارہے ہوں تو گھر کے اندر ہوا زیادہ سے زیادہ سرکولیٹ ہو۔ ثقافتی روایات کے پیش نظر لونگ روم (بیٹھک) الگ الگ بنائے گئے تا مرد اور عورتیں مہمانوں کی تواضع علیحدگی میں کرسکیں۔

کسی مکان خریدنے والے خریدار کو معاہدہ پر دستخط کرکے اعتراف لازم ہے جس کی ایک شق یہ ہے کہ (بیت الذکر) اس کمیونٹی کا حصہ ہے جو پہلے سے یہاں موجود تھی۔ محلے کی تمام سڑکیں لمبی تو نہیں مگر چوڑی ہیں اور احمدیہ کمیونٹی کے لیڈروں سے منسوب ہیں۔ ’’ہم نے کوشش کی کہ زیادہ سے زیادہ سائیڈ واکس (فٹ پاتھ) بنائی جائیں کیونکہ ہمیں معلوم تھا کہ ہم شہری ماحول میں پیدل چلنے والی کمیونٹی کو جنم دے رہے ہیں۔‘‘ مسٹر احمد نے مزید کہا: ’’اب عمر رسیدہ افراد، بچے مختلف گھروں کو اور (بیت الذکر) تک پیدل جاسکتے ہیں بجائے اس کے کہ کوئی ان کو کار کے ذریعہ لیکر جائے۔‘‘

اس وقت پیس ولیج کے اندر احمدیہ پارک ہے اور کچھ ہی فاصلے پر مقامی شاپنگ سینٹر جس کا نام پیس پلازہ ہے۔ مگر اس شاندار دیدہ زیب علاقے میں جہاں تین صد سے زیادہ مکان ہیں، کمیونٹی کو بعض چیلنجز سے بھی سامنا کرنا پڑا۔

’’اس وقت وان شہر ملٹی کلچرازم کی وجہ سے مشہور نہیں تھا، اور بہت سارے افراد خوف زدہ تھے کہ شہر پر اس کا منفی اثر ہوگا‘‘ کینیڈین احمدیہ کمیونٹی کے نیشنل پریذیڈنٹ اور یہاں پر آباد ہونے والے اولین افراد میں سے ایک لال خاں ملک اظہار خیال کرتے ہیں۔ ’’یہ 9/11 سے پہلے کا دور تھا، مگر اب ...... کو پہلے سے زیادہ منفی صورت میں پیش کیا جارہا ہے، تاہم اس وقت بھی لوگ اس بات پر مشوش تھے کہ شہر میں ...... کو آباد کیا جائے‘‘۔

احمدیوں نے دیگر آبادی میں گھل مل جانے کی پوری سعی کی ہے جس کیلئے وہ کئی قسم کے ڈنرز اور تقاریب منعقد کرچکے ہیں جیسے کہ سالانہ دوڑ کا مقابلہ Run for Vaughan جس نے اب تک ڈھائی لاکھ ڈالر مستقبل میں تعمیر ہونیوالے ہسپتال کیلئے جمع کئے ہیں۔

مگر 9/11 کے بعد سب معاملہ الٹ پلٹ ہوگیا۔

مسٹر ملک کہتے ہیں کہ "لوگوں کے دلوں میں .... کے بارے میں گہرا تاثر ہے جو ان میں پہلے بھی تھا مگر 9/11 نے اس کو اور بھی ہوا دے دی۔ یہ تاثر وحشی، غیر تہذیب یافتہ اور شدت پسندی کا ہے۔ اگرچہ وہ اس تاثر کو ختم کرنے کی کوشش کررہے ہیں، بلکہ ہمیں آج بھی اس قسم کے پیغامات موصول ہوتے ہیں کہ ’’تم جہاں سے آئے ہو وہاں واپس چلے جاؤ، گندے جانور، کینیڈا میں تم جیسے لوگوں کیلئے کوئی جگہ نہیں ہے۔‘‘

مگر حقیقت تو یہ ہے کہ احمدیہ کمیونٹی کیلئے واپس جانے کو اور کوئی ملک نہیں ہے۔ اگرچہ ان کی اکثریت کا تعلق پاکستان سے ہے مگر وہ ملک ان کے عقیدہ کو تسلیم نہیں کرتا اور کچھ خاص قوانین ایسے ہیں جن کی بناء پر وہ خود کو ...... بھی نہیں کہہ سکتے۔ مسٹر ملک مسلمان پیدا ہوئے اور عنفوان شباب میں احمدیہ فرقہ میں شامل ہوگئے۔ ان کو شدید تعصب اور تنگ نظری کا سامنا کرنا پڑا یعنی ان کے مال واسباب کو لوٹ کر ان کے گھر کو نظر آتش کر دیا گیا اور قتل کی کوششیں کی گئیں۔ وہ 1987ء میں ہجرت کرنے پر مجبور ہوگئے اور اس کے بعد کینیڈا کو اپنا سچا وطن قرار دے دیا ہے۔ ’’جب سے میں کینیڈا میں قیام پذیر ہوں، دو ممالک کے درمیان جو تفاوت دیکھتا ہوں وہ حیران کن ہے۔ میں پاکستان میں پیدا ہوا، اس ارض پاک پر میرے حقوق ہیں لیکن مجھ سے مذہب کا بنیادی حق چھین لیا گیا کہ میں ان عقائد پر عمل پیرا ہوسکوں جن کو میں نے صداقت سے لبریز پایا تھا۔‘‘

احمدی اپنی عبادت گاہوں کو ...... نہیں کہہ سکتے، نہ ہی ان کو السلام علیکم کہنے کی اجازت ہے۔ ’’اگر میں یہ کہہ دوں تو مجھے تین سال کیلئے زنداں میں ڈال دیا جائے گا۔‘‘ مسٹر ملک کہتے ہیں۔ ’’اگر کسی کی زندگی پاکستان میں برباد کرنا مقصود ہو تو آپ نے صرف اتنا کرنا ہے کہہ دیں کہ وہ احمدی ہے۔ ہمیں وہاں خوش آمدید نہیں کہا جاتا، ہماری جائیداد محفوظ نہیں، درسگاہیں ہماری لئے کھلی نہیں اور ملازمت مستقل نہیں ہے‘‘۔ پاکستان میں جس عداوت اور شک کا ان کو سامنا ہے وہ کینیڈا میں بھی آپہنچا ہے۔

اس رکاوٹ کے باوجود، احمدیہ کمیونٹی اس آزادی کو مفت میں آئی ہوئی قبول نہیں کررہی۔ مسٹر ملک کہتے ہیں: ’’میرا مکمل تعلق کینیڈا سے ہے، پاکستان کے متعلق میری یادیں اس حد تک محدود ہیں ایسا خطہ زمین جہاں میں پیدا ہوا، لیکن میرے تمام حقوق سلب کر لئے گئے۔‘‘ حقیقت تو یہ ہے کہ وہاں کی ایذا رسانی نے کینیڈا سے ان لوگوں کی محبت کو اور بھی پختہ کردیا ہے۔ وہ مزید کہتے ہیں ’’ہم لوگوں کو یاددہانی کراتے رہتے ہیں کہ اس خطہ نے ہمیں آزادی بخشی ہے، جو کہ عزیز ترین قدر ہے۔ ہمیں اس ارض وطن کا شکر گزار ہونا چاہئے۔ ہمارا مذہب ہم پر یہ فرض کرتا کہ نہ صرف اس خطہ کا احترام کریں جس کو ہم گھر کہتے اس کے قوانین تسلیم کریں .... بلکہ اس خطہ زمین سے محبت بھی لازم وملزوم ہے‘‘۔

پیس ولیج اور بلاشبہ وان شہر نے احمدیوں کو وہ جگہ دی ہے جس کو وہ اپنا گھر کہہ سکتے ہیں۔ مسٹر احمد کہتے ہیں ’’ان کے بچوں کو جب پوچھا جاتا کہ وہ کس ملک سے ہیں تو یہ نہیں کہتے کہ وہ پاکستان سے ہیں۔ بلکہ وہ کہتے کہ ہمارے والدین پاکستان سے ہیں لیکن وہ خود کو کینیڈین احمدی کہلانے پر فخر وانبساط محسوس کرتے ہیں‘‘۔

سیلاب بلاخیز

جولائی 2010ء میں پاکستان میں آنے والے تباہ کن سیلاب نے پورے ملک کو متاثر کیا۔ ان سیلابوں سے مجموعی طور پر دو کروڑ سے زائد افراد متاثر اور دو ہزار کے قریب افراد جاں بحق ہوئے۔ زرعی اراضی، مال مویشی اور املاک غرقاب ہوئے۔ مجموعی طور پر 43 بلین ڈالر کا نقصان ہوا۔ حکمرانوں کی روایتی بے توجہی کی وجہ سے سیلاب زدگان تاحال مسائل کا شکار ہیں اور متاثرہ علاقوں میں بحالی کا کام غیر اطمینان بخش حد تک سستی کا شکار ہے۔

(سنڈے ایکسپریس 2 جنوری 2011ء)

مکرم راشد حسین صاحب

چمگادڑیں (Bats) تعارف، اقسام اور افزائش

بیٹ جسے ہم چمگادڑ کے نام سے جانتے ہیں دنیا بھر میں پر اسرار اہمیت کی حامل رہی ہے کوئی بھی خوفناک کہانی چمگادڑ کے تصور کے بغیر ممکن نہیں ہوتی مگر ان کے متعلق پھیلی ہوئی ان باتوں میں ذرہ بھر بھی حقیقت نہیں چمگادڑوں کا تعلق Animal Kingdom میں کلاس ممالیہ (Class Mammalia) سے ہے ممالیہ جانوروں کی دنیا بھر میں تعداد 19% ہے اور اس گروپ کو Order Chiroptera کا نام دیا گیا ہے۔ پاکستان میں اس کی 45 اقسام ہیں جبکہ دنیا بھر میں اس کی 1001 اقسام پائی جاتی ہیں۔

ان کی پیدا کردہ آواز کی فریکوئنسی 20khz سے 120khz ہوتی ہے اس کے مقابلے میں انسانی کان کی سماعت 20khz سے 20000khz تک ہوتی ہے۔ اس لئے ان آوازوں کے سنے جانے کا امکان بہت کم ہوتا ہے۔ آواز کی یہ لہریں جب راستے میں آنے والی کسی رکاوٹ سے ٹکراتی ہیں تو ان کے واپس آنے کی رفتار سے چمگادڑ کو اندازہ ہو جاتا ہے کہ آگے کوئی چیز ہے۔ چنانچہ یہ فوراً اپنی سمت بدل لیتی ہیں۔ اس عمل کو ایکولوکیشن (Ecolocation) کہتے ہیں۔ آنکھیں نہ ہونے کی وجہ سے اس کی پرواز کا انحصار مکمل طور سے Ecolocation پر ہوتا ہے۔

دنیا بھر میں ممالیہ جانوروں میں یہ وہ واحد گروپ ہے جو بھرپور پرواز کا حامل ہے دن کے وقت یہ آرام کرتی ہیں اور شام ہوتے ہی باہر نکل کھڑی ہوتی ہیں اور ہوا میں پائے جانے والے کیڑے مکوڑوں اور اسی طرح سے بعض اقسام کے پھلوں اور پھولوں کو خوراک کے طور پر استعمال کرتی ہیں۔

بودو باش کے لحاظ سے پرانے غاروں اور انسانوں کی ترک کردہ عمارتوں اور درختوں کے تنوں میں اپنا ٹھکانہ بنانا پسند کرتی ہیں زیادہ تر اقسام انسانوں کے قریب رہنا پسند کرتی ہے۔

وزن کے اعتبار سے یہ چند گرام سے کئی کلو گرام تک ہوتی ہیں یہ الگ الگ رہنے کی بجائے کالونیوں کو ترجیح دیتی ہیں بعض جگہ پر ایک کالونی لاکھوں ممبرز پر مشتمل ہوتی ہے۔ اگر Order Chiroptera کی مزید تقسیم کریں تو ان کے دو بڑے گروپ ہیں پہلے گروپ کو میگا کائروپٹرا (Megachiroptera) فروٹ بیٹ (Fruit Bat) کا نام دیا گیا ہے اور ان کی 167 اقسام ہیں جبکہ دوسری قسم کو مائیکرو کائروپٹرا (Micro Chiroptera) کہتے ہیں ان کی خوراک کا انحصار کیڑے مکوڑوں پر ہوتا ہے۔ ان کی دنیا بھر میں 834 اقسام ہیں۔

مائیکرو کائروپیٹرا فصلوں کو نقصان دینے والے بہت سے کیڑے مکوڑوں کا خاتمہ کرتی ہیں ان کی ایک قسم Tadarida Brasiliensis جو کہ میکسیکو میں پائی جاتی ہے اپنے وزن کے 50% کے برابر کیڑے مکوڑے روزانہ کھاتی ہے ایک اندازے کے مطابق ایک ملین پر مشتمل کالونی 10 ٹن سے زیادہ کیڑے مکوڑے ایک رات میں کھا جاتی ہے۔

اسی طرح جزائر بورنیو Borneo میں واقع ایک غار کی ایک کالونی 7500kg کیڑے مکوڑے ایک رات میں کھا جاتی ہے۔ ایک دلچسپ قسم Little Brown Bat اپنے وزن کے برابر مچھر ایک رات میں کھا جاتی ہیں۔

(Megadena Lyora) India False Vampire جو انڈیا کے صوبہ بہار میں پائی جاتی ہے فصلوں کا نقصان کرنے والے چوہے کھاتی ہیں کسان اس قسم کی حفاظت کرتے ہیں۔

خوراک کے ہضم ہونے کا عمل ان جانوروں میں بہت تیز ہوتا ہے جیسے جیسے چمگادڑ کیڑے مکوڑے کھاتی ہے چند منٹوں کے وقفے میں غیر ہضم شدہ حصے جو کہ حشرات کے کائٹن (Chitin) بیکار نائٹروجنی مادوں (Nitrogenous Wastes) اور لحمیات (Protein) پر مشتمل ہوتے ہیں خارج کرتی ہیں۔ چمگادڑوں کی ایک کالونی کے خارج کردہ اس مواد کی مقدار بعض اوقات کئی ٹن تک پہنچ جاتی ہے اس مواد کو Guano کہتے ہیں یہ فضلہ نائٹروجنی مادوں سے بھرپور ہونے کی وجہ سے بہترین کھاد کا کام دیتا ہے۔

Durian امریکہ کی ایک منافع بخش فصل ہے اس فصل میں بیج بننے کا عمل Cross Pollination سے ہوتا ہے Pollens کی تقسیم کا تمام تر کام یہ ہی چمگادڑیں کرتی ہیں کیونکہ پھولوں کا رس چوسنے کی دوران Pollens ان کے جسم کے ساتھ چمٹ جاتے ہیں اور ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو جاتے ہیں۔ کچھ اقسام پھل کھاتی ہیں بیج ہضم نہ ہونے کی وجہ سے کسی دوسری جگہ فضلے کے ساتھ خارج کر دیے جاتے ہیں۔

چھوٹی دم والی چمگادڑ (Shor Tailed Bat) کی ایک کالونی ایک سال میں 146 ملین بیجوں کی ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقلی کرتی ہیں۔ چمگادڑ کے نظام ہضم (Digestive Tract) سے گزرنے کی وجہ سے ان بیجوں میں ایک ایسی تبدیلی (Dormancy Breakage) آتی ہے جس سے ان کے اگنے کی شرح اسی قسم کے دوسرے بیجوں کی نسبت کئی گنا بڑھ جاتی ہے عام حالات میں اتنی Plantation کے لئے ایک کثیر رقم درکار ہوتی ہے مگر چمگادڑیں اپنے معمول میں یہ کام مفت سرانجام دیتی رہتی ہیں۔ دوسرے الفاظ میں وہ ہر سال نئے پودے لگا کر جنگلات کے تحفظ میں کلیدی اہمیت کی حامل ہیں۔

دنیا میں آبادی کے تیزی سے پھیلاؤ اور صنعتی ترقی (Industrialization) سے جہاں جانوروں کی دوسری نسلیں مفقود ہوتی جارہی ہیں وہاں یہ چمگادڑیں بھی عدم تحفظ کا شکار ہیں۔ ترقی یافتہ ممالک میں جہاں خاطر خواہ وسائل میسر ہیں مصنوعی طریقہ سے ان کی پرورش کی جاتی ہے اور اس مقصد کے لئے چڑیا گھروں میں ان کے لئے خاص کمرے (Labee bat Conservacy Chambers) بنائے جاتے ہیں شکل کے اعتبار سے یہ شش جہت (Hexagonal) ہوتے ہیں۔ مکھی کے چھتے کے خانوں کی طرح، تاکہ نہایت کم جگہ میں زیادہ سے زیادہ خانے بنائے جا سکیں۔ جہاں ان جانوروں کے بہت سے فائدے ہیں وہاں کچھ نقصانات بھی ہیں جیسا کہ ان کا بسیرا عام طور پر پرانی غاروں، کھنڈروں اور آباد عمارتوں کے کونے کھدروں میں ہوتا ہے ان کے گرتے ہوئے فضلے کی گندگی اور بو سے انسان کی جمالیاتی حس متاثر ہوتی ہے اور اس سلسلے میں سیاحت کی صنعت بہت متاثر ہوتی ہے۔

تاحال کوئی ایسا ثبوت نہیں ہے کہ یہ چمگادڑیں کسی بیماری کے جراثیم کے لئے Intermedial Host یا Carrier کا کام کرتی ہیں مگر ایک ریسرچ کے مطابق ان کے کاٹنے سے ریبیز (Rabies) ہو جاتا ہے جس کے نتیجے کے طور پر ایک خاص عرصہ کے اندر علاج نہ ہونے کی صورت میں ایک تکلیف دہ موت سے ہمکنار ہونا پڑتا ہے۔ Rabies کا یہ وائرس ہائیڈروفوبیا (Hydrophobia) کی وجہ بنتا ہے، یہ وہی بیماری ہے جو پاگل کتے کے کاٹنے سے ہو جاتی ہے۔

چمگادڑوں کی بعض اقسام (Fruit Bats) کا انحصار خوراک کے لئے پھلوں پر ہوتا ہے اور چونکہ ان کی تعداد بہت زیادہ ہوتی ہے اس لحاظ سے ان کا کیا گیا نقصان بھی زیادہ ہوتا ہے اسی نقصان کی روک تھام کے لئے باغات کے رکھوالے ان کو ختم کرنے کے درپے رہتے ہیں۔

اسی طرح اپنے باغات کو ان سے بچانے کے لئے روشنی کا انتظام کرتے ہیں اور بعض جگہوں پر جال بھی لگائے جاتے ہیں۔

جنوبی امریکہ میں پائی جانے والی Vampire Bat کا دنیا بھر میں چرچا رہتا ہے تخیلاتی دنیا میں ان سے وابستہ ہزاروں داستانیں ہر ملک اور قوم میں ہیں۔ امر واقعہ یہ ہے کہ یہ انسانوں کا خون نہیں پیتیں۔ بعض کے کھانے کا انحصار چھوٹے جانوروں مثلاً چوہوں وغیرہ پر ہوتا ہے۔ یہ چند اقسام مویشیوں کا خون پیتی ہیں اس عمل میں ان کے تیز دانت ایک حصے کو زخمی کر دیتے ہیں اور پھر یہ زبان کی مدد سے بہہ نکلنے والے خون کو چاٹتی ہیں ان کے لعاب Sliva سے ایسا مادہ (Heparin type anti-coaggulent) خارج ہوتا ہے جو خون کو جمنے سے روکتا ہے اس طرح خون کی فراہمی یقینی رہتی ہے ایک بڑے جانور میں تھوڑے سے خون کا انحصار کوئی اہمیت نہیں رکھتا مگر اس عادت کا نقصان یہ ہے کہ اس عمل کے دوران Rabies کا وائرس ان جانوروں میں منتقل ہو جاتا ہے جو مستقل پیچیدگی کا باعث بنتا ہے۔

نابینا افراد کیلئے مفید کام

احمدی نابینا افراد سے گزارش ہے کہ درج ذیل امور پر عمل کریں۔

پانچ وقت باجماعت نماز بیت الذکر میں ادا کریں۔

روزانہ قرآن کریم کی تلاوت کریں یا تلاوت سننے کا اہتمام کریں۔

اگر مجلس نابینا ربوہ کے رکن نہیں ہیں تو پہلی فرصت میں رابطہ فرمائیں۔

دینی اور جماعتی کتب بریل سسٹم میں دستیاب ہیں ان سے استفادہ فرمائیں۔

متعدد کتب آڈیو کیسٹس میں بھی دستیاب ہیں۔ مجلس نابینا کے دفتر میں ان کے سننے کا انتظام موجود ہے۔

معاشرے کا مفید وجود بننے کیلئے کوئی نہ کوئی ہنر ضرور سیکھیں۔

اپنی معذوری کو اپنی کمزوری نہ بننے دیں، بینا افراد کی طرح آپ بھی بہت کچھ کر سکتے ہیں۔

جب بھی گھر سے باہر جائیں سفید چھڑی اپنے ساتھ رکھیں۔

(صدر مجلس نابینا ربوہ)

خورشید ہیئر آئل
بالوں کی صحت اور خوبصورتی کیلئے
نور آملہ
سکری و خشکی کو ختم کرتا ہے بالوں کو لمبا اور چمکدار بناتا ہے
خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ گولبازار ربوہ (چناب نگر)
فون: 0476211538 فیکس: 0476212382

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

نکاح

مکرمہ شوکت محمودہ صاحبہ دارالفتوح شرقی ربوہ تحریر کرتی ہیں۔

میری بیٹی مکرمہ درمکنون صاحبہ بنت مکرم محمد اسد محمود صاحب کے نکاح کا اعلان ہمراہ مکرم نعمان احمد صاحب واقف نو ولد مکرم شکیل احمد خان صاحب کراچی کے ساتھ مبلغ 50 ہزار روپے حق مہر پر مورخہ 16 ستمبر 2012ء کو بیت الناصر ربوہ میں مکرم رشید احمد طیب صاحب مربی سلسلہ نے کیا۔ دلہن مکرم ڈاکٹر مسعود احمد خان صاحب کی نواسی اور مکرم محمد رفیق طارق صاحب کی پوتی ہے۔ احباب سے دونوں خاندان کیلئے اس رشتہ کے بابرکت ہونے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

ولادت

مکرم شاہد احمد ورک صاحب مدیر ماہنامہ تشحیذ الاذہان ایوان محمود ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے مورخہ 16/اگست 2012ء کو پہلی بیٹی سے نوازا ہے۔ عزیزہ کا نام نابغہ احمد تجویز ہوا ہے۔ نومولودہ مکرم ناصر احمد ورک صاحب کارکن دفتر امانت تحریک جدید کی پوتی اور مکرم منور احمد شاہد صاحب دارالفتوح شرقی ربوہ کی نواسی ہے۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولودہ کو باعمر کرے، ماں باپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک، احمدیت اور دین حق کی خدمت کرنے والا وجود بنائے۔ آمین

سانحہ ارتحال

مکرم زاہد محمود صاحب کارکن دفتر حفاظت مرکز مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی والدہ محترمہ ایمنہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم محمد اشرف صاحب قصاب مرحوم دارالرحمت شرقی راجیکی ربوہ مورخہ 5 ستمبر 2012ء کو عارضہ قلب کی وجہ سے بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ بوقت وفات ان کی عمر 76 سال تھی۔ مورخہ 6 ستمبر کو بعد نماز عصر بیت الراجیکی میں مکرم مولانا صدیق احمد منور احمد صاحب مربی سلسلہ نے نماز جنازہ پڑھائی جس میں کثیر احباب نے شرکت کی۔ قبرستان عام میں تدفین کے بعد مکرم مولانا صدیق احمد منور صاحب مربی سلسلہ نے ہی دعا کروائی۔

مرحومہ بے حد ملنسار، مہمان نواز، رشتہ داروں کے ساتھ نیک سلوک کرنے والی اور غرباء کی امداد کرنے والی تھیں۔ اپنے بچوں کو ہمیشہ نظام خلافت سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتی رہیں۔ مرحومہ کے بیٹے مکرم محمد سرور صاحب قصاب جو چند دن قبل جلسہ سالانہ کے لئے لندن گئے تھے وہ بھی بروقت واپس آ گئے اور جنازہ میں شرکت کی۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے والدہ محترمہ کی مغفرت فرمائے اور بلند درجات عطا فرمائے اور ہم لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ آمین

نیز خاکسار اُن تمام دوستوں اور احباب کا شکریہ ادا کرتا ہے۔ جنہوں نے بذریعہ فون یا خود گھر تشریف لاکر ہمارے ساتھ ہمدردی اور تعزیت کے جذبات کا اظہار کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو اجر عطا فرمائے۔

سالانہ نمبر کیلئے اشتہارات

روزنامہ الفضل کا سالانہ نمبر 2012ء خداتعالیٰ کے فضل سے تیاری کے مراحل میں ہے۔ تمام مشتہرین حضرات سے گزارش ہے کہ اپنے اشتہارات 15/اکتوبر 2012ء تک ادارہ الفضل میں بھجوا دیں۔ تاکہ ضروری کارروائی اور تیاری کے بعد اس کو سالانہ نمبر میں شائع کیا جا سکے۔

(مینیجر روزنامہ الفضل)

درخواست دعا

مکرم مختار احمد گھمن صاحب صدر جماعت احمدیہ چوک اعظم لیہ تحریر کرتے ہیں۔

مکرمہ نوید السلام صاحبہ والدہ مکرم ڈاکٹر محمد رضوان احمد گھمن صاحب طاہر ہارٹ فضل عمر ہسپتال ربوہ عرصہ ایک سال سے بیمار ہیں۔ کمزوری بہت زیادہ ہے احباب سے شفائے کاملہ وعاجلہ کیلئے درخواست دعا ہے۔

ولادت

مکرم رانا نثار احمد خاں صاحب کارکن دفتر نمائش کمیٹی ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی بیٹی مکرمہ سدرہ فضل صاحبہ زوجہ مکرم فضل محمود باری صاحب دارالیمن شرقی صادق ربوہ کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے مورخہ 19 ستمبر 2012ء کو دوسرے بیٹے سے نوازا ہے۔ اس کا نام نورالدین احمد تجویز ہوا ہے۔ جو وقف نو کی تحریک میں شامل ہے۔ نومولود مکرم رانا محمد الطاف صاحب کا پوتا اور مکرم چوہدری صادق علی صاحب گھسیٹ پور کی نسل سے ہے۔ احباب سے نومولود کے صحت وتندرستی والا، درازی عمر والا، نیک، صالح اور خادم دین ہونے کیلئے درخواست دعا ہے۔

☆......☆......☆

ربوہ میں طلوع وغروب 22 ستمبر	
طلوع فجر	4:29
طلوع آفتاب	5:54
زوال آفتاب	12:01
غروب آفتاب	6:08

دورہ نمائندہ مینیجر روزنامہ الفضل

مکرم نعیم احمد صاحب اٹھوال نمائندہ مینیجر روزنامہ الفضل آجکل توسیع اشاعت، وصولی واجبات اور اشتہارات کے حصول کیلئے ضلع ساہیوال کے دورہ پر ہیں۔ احباب جماعت واراکین عاملہ، مربیان کرام اور صدران جماعت سے خصوصی تعاون کی درخواست ہے۔

(مینیجر روزنامہ الفضل)

روحی
ڈپریشن کی مفید مجرب دوا
NASIR ناصر
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
Ph:047-6212434 -6211434

فاتح جیولرز
www.fatehjewellers.com
Email:fatehjeweller@gmail.com
ربوہ فون نمبر: 0476216109
موبائل 0333-6707165

خداتعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
ہوزری، جنرل، دالیں، چاول اور مصالحہ جات کا مرکز
النور ڈیپارٹمنٹل سٹور
مہران مارکیٹ اقصیٰ روڈ ربوہ
FREE HOME DELIVERY
پروپرائیٹر: رانا احسان اللہ خاں
047-6215227, 0332-7057097

FR-10

چلتے پھرتے بروکروں سے سیمپل اور ریٹ لیں۔
وہی ورائٹی ہم سے 50 پیسے یا 1 روپیہ کم ریٹ میں لیں
گنیا (معیاری پیمائش) کی گارنٹی کے ساتھ
ہماری خواہش ہے کہ آپ کی لاعلمی کی وجہ سے کوئی ناجائز فائدہ نہ اٹھا سکے۔
اظہر ماربل فیکٹری
15/5 باب الابواب درہ سٹاپ ربوہ
فون فیکٹری: 6215713 گھر: 6215219
پروپرائٹر: رانا محمود احمد موبائل: 0332-7063013

W.B
Waqar Brothers Engineering Works
Surgical & Arthopedic instruments
پروپرائٹر: وقار احمد مغل
Shop No.6 Shaheen Market Madni Road Mustfa Abad Dhurm pura Lahore 0300-9428050,0312-9428050

BETA ®
PIPES
042-5880151-5757238